

155206- اللہ تعالیٰ کے اسما و صفات سے متعلق مفید قواعد، اور کیا "الناسخ" اللہ تعالیٰ کا نام ہے؟

سوال

فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿مَا نَسَخَ مِنْ آيَةٍ أَوْ نَسَخْنَا نَأْتِيهَا بِمِثْلِهَا أَوْ خَيْرٍ مِمَّا آتَيْنَاهَا لِيَعْلَمَ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾۔ کیا اس آیت کی روشنی میں ہم اللہ تعالیٰ کا اسم "الناسخ" کشید کر سکتے ہیں؟ اور کیا نسخ کرنا اللہ تعالیٰ کی صفات میں شامل ہے؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کام کو اپنی طرف منسوب بھی کیا ہے؟ اور کیا اگر کوئی آیت منسوخ ہو تو ہم کہیں گے کہ: اللہ کا کلام منسوخ ہو گیا ہے؟ کیا یہ بات کرنا جائز ہے؟ اور کیا اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں سے جو چاہے منسوخ فرما دیتا ہے؟

پسندیدہ جواب

اول:

قرآن و سنت کی نصوص میں نسخ شریعت الہیہ سے ثابت ہے، اور اجمالی طور پر تمام اہل سنت و الجماعت کا اس بات پر اتفاق ہے۔

اور یہ بات کہنا بھی ٹھیک ہے کہ کلام الہی میں نسخ بھی ہے اور منسوخ بھی۔

اسی طرح یہ بھی کہنا درست ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں بھی نسخ اور منسوخ ہیں، اس حوالے سے مکمل تفصیلات مع دلائل آپ کو سوال نمبر: (105746) کے جواب میں ملیں گی۔

دوم:

اہل سنت و الجماعت کا اسمائے حسنی سے متعلق یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنی تو قہینی ہیں، اس لیے کسی کو بھی اللہ تعالیٰ کا کوئی ایسا نام رکھنے کی اجازت نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ نے خود اپنے لیے نہیں رکھا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا وہ نام نہیں بتلایا، اسمائے حسنی کی تعیین کے حوالے سے عقل، ذوق، رائے، اور اجتہاد میں سے کسی کو کوئی اختیار حاصل نہیں ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنی صرف قرآن کریم اور صحیح احادیث سے ثابت ہوں گے۔

جیسے کہ شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"لہذا اسمائے حسنی سے متعلق جو کچھ کتاب و سنت میں منقول ہے اس پر توقف کرنا واجب ہے، ان میں کسی اور بیشی کرنا جائز نہیں ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنی کی تعیین عقل کی سطح سے بالاتر عمل ہے، اس لیے اسمائے حسنی سے متعلق نصوص پر توقف کرنا لازم ہوگا؛ کیونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عِنْدَ مَنْحُولٍ﴾۔

ترجمہ: ایسی بات کے پیچھے مت لگ جس کے متعلق تجھے علم نہیں ہے؛ یقیناً سماعت، بصر، اور دل ان تمام چیزوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ [الإسراء: 36]

اسی طرح فرمایا:

﴿فَلْيَنْزِلْ رِزْقَنَا يَا اللَّهُ فَمَا بَطْنُ وَالْإِخْمُ وَالْبَغْيُ بِغَيْرِ نَحْنٍ وَأَنْ تُنْشَرُ كُورًا بِاللَّهِ يَا لَمْ يَنْزِلْ بِهِ سُلْطَانًا وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ﴾۔

ترجمہ: کہہ دیں: یقیناً میرے پروردگار نے ظاہری اور باطنی تمام بے حیائیوں، گناہ، حق کے بغیر بناوٹ کو حرام قرار دیا ہے، اور اس بات کو بھی کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ اسے شریک بناؤ جس کی اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نازل نہیں کی، اور یہ کہ تم اللہ تعالیٰ کے بارے میں ایسی بات کرو جس کا تمہیں علم نہیں ہے۔ [الأعراف: 33]

اور ویسے بھی اللہ تعالیٰ کا وہ نام لینا جو اللہ تعالیٰ نے خود اپنا نہیں رکھا، یا اللہ تعالیٰ کے ایسے نام کا انکار کرنا جو اللہ تعالیٰ نے اپنا رکھا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی حق تلفی ہے، چنانچہ دائرہ ادب میں رہتے ہوئے صرف نصوص میں موجود ناموں پر اکتفا کرنا لازم ہے۔ "ختم شد"

"القواعد المثلی فی صفات اللہ وأسماہ الحسنی" (ص 13)

سوم:

اسما و صفات کے مسئلے میں اہل سنت و الجماعت کا یہ بھی اصول ہے کہ: اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنی، اللہ تعالیٰ کی صفات کی بہ نسبت خاص ہیں، اور صفات افعال کی بہ نسبت خاص ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ کے افعال میں سب سے زیادہ وسعت ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنی کا معاملہ سب سے محدود ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کے لیے کسی ثابت شدہ صفت سے اللہ تعالیٰ کا نام کشید کرنا جائز نہیں ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کے افعال میں سے کسی فعل سے نام کشید کرنا جائز ہے، البتہ اللہ تعالیٰ کے نام سے اللہ تعالیٰ کی صفت ثابت مانی جائے گی، اور اللہ تعالیٰ کے فعل سے اللہ تعالیٰ کی بہت سی صفات کشید کی جاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنی اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات اور افعال پر دلالت کرتے ہیں، بسا اوقات ایک اسم سے کئی افعال پر دلالت ملتی ہے، ان افعال کی تعداد کا تعلق اسم مبارک سے ہے کہ وہ اسم متعدی ہے یا لازم ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کی صفات؛ معنی اور صفت کے مطابق فعل پر دلالت کرتی ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا اسم مبارک "الرحمن" اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھی دلالت کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کی صفت رحمت پر بھی، اور اسی طرح فعل رحمت پر بھی۔ لہذا کہا جائے گا کہ: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے رحم فرماتا ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ کے تمام کے تمام نام اللہ تعالیٰ کی ذات مقدس پر یکساں دلالت کرتے ہیں، پھر ہر نام اللہ تعالیٰ کی جس صفت کو بیان کرتا ہے وہ کسی دوسرے نام سے معلوم ہونے والی صفت سے ہٹ کر اور صفت ہوتی ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا اسم مبارک "العزیز" اللہ تعالیٰ کی ذات اور غلبے کی صفت پر دلالت کرتا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کا اسم مبارک "الخالق" اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفت تخلیق پر دلالت کرتا ہے، ایسے ہی اسم مبارک "الرحیم" اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفت رحمت پر دلالت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کی ذات لازمی طور پر تمام صفات سے متصف ہے؛ تو اس طرح اللہ تعالیٰ کا ہر نام اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفت پر دلالت مطابقت کے اعتبار سے دلالت کرتا ہے، جبکہ ذات اور صفت دونوں میں سے کسی ایک پر دلالت تضمن کے اعتبار سے دلالت کرتا ہے جبکہ کسی اور صفت پر دلالت لزوم کے اعتبار سے دلالت کرتا ہے۔" ختم شد

مجموع الفتاوی: (185/7)

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"جب اللہ تعالیٰ کا اسم گرامی بولا جائے اور وہ اسم متعدی ہو تو اس اسم مبارک سے مصدر اور فعل کشید کرنا جائز ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کے اس اسم میں موجود صفت کو بیان کرنے کے لیے فعل اور مصدر دونوں استعمال کیے جاسکتے ہیں لہذا اللہ تعالیٰ کے نام "السمیع"، "البصیر" اور "القدر" سے اللہ تعالیٰ کی صفت سماعت، بصارت اور قدرت بیان کیے جاسکتے ہیں، اسی طرح افعال کے ذریعے بھی اللہ تعالیٰ کی اس صفت کو بیان کیا جاسکتا ہے، جیسے کہ قوت سماعت کے بارے میں فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿قَدْ سَمِعَ اللَّهُ﴾ ترجمہ: یقیناً اللہ نے سن لیا۔

[المجادلہ: 1] اسی طرح صفت قدرت کے بارے میں فرمایا: ﴿وَقَدْ زَا فَتَمَّ الْقَادِرُونَ﴾ ترجمہ: اور ہم نے قدرت رکھی پس ہم بہترین قدرت رکھنے والے ہیں۔ [المرسلات: 23]۔ لیکن اگر فعل لازم ہو تو پھر فعل کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی اس صفت کو بیان نہیں کیا جاسکتا، جیسے کہ صفت "الحی" کے بارے میں فعل استعمال نہیں کیا جائے گا کہ "وہ زندہ ہوا!" ختم شد

"بدائع الفوائد" (170/1)

چہارم:

کسی کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کسی صفت یا فعل سے اللہ تعالیٰ کا نام کشید کرے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فعل "يَنْسُطُ" یا صفت "الْبَسُطُ" سے اسم "الباسط" [ہاتھ پھیلانے والا کے معنی میں۔ مترجم] کشید کرنا جائز نہیں [اگرچہ یہ نام وسعت دینے کے معنی میں حدیث مبارکہ سے ثابت ہے۔ مترجم]، اسی طرح فرمان باری تعالیٰ:

﴿تَوَقَّى الْمَلَائِكَةُ مَن تَشَاءُ وَتَمَرِّعُ الْمَلَائِكَةُ مَن تَشَاءُ﴾۔

ترجمہ: تو جسے چاہے بادشاہت دیتا ہے، اور جس سے چاہتا ہے بادشاہت چھین لیتا ہے۔ [آل عمران: 26] سے اللہ تعالیٰ کا نام "الموتی" یا "النازع" کشید کرنا جائز نہیں ہے۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ کی صفات کا باب اسمائے حسنیٰ کے باب سے وسیع ہے؛ اس کی وجہ یہ ہے کہ: اللہ تعالیٰ کے ہر اسم مبارک میں صفت بھی شامل ہوتی ہے جیسے کہ اسمائے حسنیٰ سے متعلقہ قواعد میں سے تیسرے قاعدے میں یہ گزر چکا ہے، نیز صفت کا تعلق کبھی اللہ تعالیٰ کے افعال سے ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے افعال لامتناہی ہیں، جیسے کہ اس کے اقوال بھی لامتناہی ہیں، جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَوْ أَنَّ فِي الْأَرْضِ مِنْ حَجْرَةٍ أَكْثَلُ مِنْ شَجَرَةٍ يَبْرُكُ مِنْ بَعْدِهِ سَنَكُنَّ أَعْمَارًا لَّنَحْذِرُ لِمَا نَفِذْتُ كَلِمَاتِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾۔

ترجمہ: اور اگر زمین میں موجود تمام درخت قلم بن جائیں اور ساتوں سمندروں کے بعد سات مزید سمندر روشنائی بن جائیں تو بھی کلام الہی ختم نہ ہو، بیشک اللہ تعالیٰ غالب اور حکمت والا ہے۔ [المقان: 27]

اس قاعدے کی مزید مثالیں یہ بھی ہیں: اللہ تعالیٰ کی صفات میں درج ذیل چیزیں بھی شامل ہیں: الحیاء، اور الایمان یعنی آما۔ اسی طرح الاخذ اور الإمساک یعنی پکڑنا۔ اسی طرح البطش یعنی سختی سے پکڑنا وغیرہ بے شمار اور لاتعداد صفات الہیہ ہیں جن میں سے کچھ کا ذکر نصوص میں ہے جیسے کہ صفت مجیء کے متعلق: ﴿وَجَاءَ رَبُّكَ﴾۔ ترجمہ: اور تیرا رب آئے گا۔ [الفجر: 22]

صفت ایمان کے متعلق: ﴿إِن يَعْظُمُونَ إِلَّا أَن يَأْتِيَهُمُ اللَّهُ فِي ظُلَلٍ مِنَ الْغَمَامِ﴾۔ ترجمہ: کیا وہ انتظار کر رہے ہیں کہ اللہ ان کے پاس خود بادلوں کے سائبانوں میں آئے؟ [البقرة: 210] صفت اخذ کے متعلق: ﴿فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ﴾۔ ترجمہ: تو انہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہوں کی وجہ سے پکڑ لے۔ [آل عمران: 11]، [الأنفال: 52] اور [غافر: 21]

صفت امساک کے متعلق: ﴿وَيَسُكُ السَّمَاءُ أَن تَقشَعِ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهِ﴾۔ اور وہ آسمان کو یوں تھامے ہوئے ہے کہ وہ اس کے اذن کے بغیر زمین پر گر نہیں سکتا۔ [الحج: 65]

صفت بطش کے متعلق: ﴿إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ﴾۔ یقیناً تیرے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے۔ [البروج: 12]

صفت ارادہ کے متعلق: ﴿يُرِيدُ اللَّهُ يَتَّخِذَ الْإِنْسَانَ سِرًّا وَيُرِيدُ اللَّهُ الْغَيْبَ﴾۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی کا ارادہ رکھتا ہے، وہ تمہارے ساتھ تنگی کا ارادہ نہیں رکھتا۔ [البقرة: 185]

ایسے صفت نزول کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ﴿يُنزِلُ رَبُّنَا إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا﴾۔ یعنی ہمارا رب آسمان دنیا تک نزول فرماتا ہے۔ متفق علیہ

تو ہم ان تمام نصوص کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی اس صفت کو اسی طرح تسلیم کریں گے جیسے نصوص میں آتیں ہیں، لیکن ان نصوص سے اللہ تعالیٰ کا کوئی نام کشید نہیں کریں گے، اس لیے ہم یہ نہیں کہیں گے کہ: اللہ تعالیٰ کا نام "الجانی" ہے، یا "الاخذ" ہے یا "المسک" ہے یا "الباطش" ہے یا "المريد" ہے یا "النازل" ہے یا اسی طرح کا کوئی نام ان صفات سے ہم کشید نہیں کریں گے۔ البتہ اس صفت سے متصف مانیں گے، اور اللہ تعالیٰ کی اس صفت کو بیان بھی کریں گے۔ "ختم شد

"القواعد المثلی فی صفات اللہ وأسماء الحسنی" (ص 21)

مذکورہ بالا تفصیلات کی بنا پر:

فرمانِ باری تعالیٰ میں مذکور فعل: "نَسَخَ" اللہ تعالیٰ کا فعل ہے، اور اس فعل سے نام کشید کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا نام "الناسخ" بنانا جائز نہیں ہے؛ ویسے بھی اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنی توفیقی ہیں اور اللہ تعالیٰ کا یہ نام کتب و سنت میں نہیں آیا، مزید یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ کا نام صفت سے کشید کرنا جائز نہیں ہے تو فعل سے کشید کرنا کیسے جائز ہوگا!

واللہ اعلم